معراجِ انسانیت

تحریر: قاضی عبدالقادر

خطِ سبز و لبِ لعل و رخِ زیبا داری　　حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری
شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکنات　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی تھے جو نوعِ انسانی کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ رہتی دنیا تک آپؐ کی تعلیمات بنی نوعِ انسان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ آپ ﷺ کا کام صرف اللہ تعالیٰ کا کلام بندوں تک پہنچا دینا ہی نہیں تھا۔ اگر یہ بات ہی مقصود ہوتی تو کیا اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام تھا کہ وہ اپنے ہر بندہ پر قرآن پاک کا ایک ایک نسخہ نازل کر دیتا؟ بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ کے تحت آپؐ نے اپنی تیئیس سالہ پیغمبرانہ زندگی میں اس دین اور ہدایت کا عملی نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جس کی طرف آپؐ لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔

انسان کی زندگی کی اصل عکاسی اس کی پبلک زندگی نہیں بلکہ پرائیویٹ زندگی کرتی ہے۔ پبلک زندگی میں تو آدمی تصنع کے بہت سے لبادے اوڑھ کر آ سکتا ہے، مگر پرائیویٹ زندگی میں اس کی اصلیت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے لیڈر کی زندگی پر نظر ڈالئے، آپ اس کو دو خانوں میں تقسیم پائیں گے، ایک پبلک دوسرے پرائیویٹ۔ مگر رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا کمال یہی ہے کہ آپؐ کی پبلک اور پرائیویٹ زندگی میں سرمو تفاوت نہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپؐ جو کچھ کہتے تھے وہ کر کے دکھاتے بھی تھے۔ آپؐ کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی ایسا نہیں پایا جاتا جو آپؐ کی تعلیمات سے ذرہ برابر بھی ہٹا ہوا ہو۔ نبی اور غیر نبی میں نمایاں فرق ہی یہ ہے کہ نبی جو کچھ کہتا ہے وہی کرتا بھی ہے۔ اس کی زندگی اس کی دعوت کا جیتا جاگتا نمونہ

ہوتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱)

''بے شک رسول اللہ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے''۔

رسول اکرم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ آیئے ایک نظر ہم حضور ﷺ کی زندگی پر ڈالیں اور اُن اخلاق و عادات کو دیکھیں جن کی وجہ سے آپؐ کمالِ انسانیت کے درجہ پر پہنچے ہیں۔ہم ان اخلاق و عادات کو اپنی زندگی میں اپنائیں' دنیا کے سامنے حق کے علمبردار بن کر کھڑے ہوں اور زبان سے جو کچھ کہیں' ہماری زندگی اس کا عملی نمونہ ہو۔اگر آج ہم حضور ﷺ کے اُسوہ کو اپنی زندگی میں اپنالیں اور دین کے داعی بن کر اٹھ کھڑے ہوں تو ان شاء اللہ سسکتی ہوئی انسانیت کے لئے نجات دہندہ ثابت ہوں گے۔

اخلاقِ نبویؐ

نبی اکرم ﷺ کے حسن اخلاق کی گواہی خود اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں دیتے ہیں:

﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۝﴾ (القلم:٤)

''(اے محمد ﷺ!) تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو''۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہے تا کہ اخلاقی اچھائیوں کو تمام و کمال تک پہنچاؤں''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت کئی سال کی' نہ تو آپؐ نے کبھی مجھے مارا' اور نہ کبھی مجھے جھڑکا' اور نہ میرے ساتھ ترش روئی سے پیش آئے اور نہ کبھی ایسا ہوا کہ آپؐ نے مجھے کسی کام کے لئے کہا ہو اور میں نے سستی کی ہو تو آپؐ نے مجھے اس پر عتاب کیا ہو۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کو دریافت کیا۔انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کا اخلاق قرآن تھا۔قرآن کی رضامندی کی باتوں سے آپؐ راضی رہتے اور قرآن کی ناراضگی کی

باتوں سے آپؐ ناراض ہوتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نہ بدخلق تھے اور نہ بدزبان تھے اور آپؐ فرمایا کرتے تھے: ''تم میں سے پسندیدہ وہی ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو بے حیائی کا کام کرتے اور نہ دوسروں کو برا بھلا کہتے' اور حضور ﷺ فرماتے تھے کہ: ''تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہیں''۔

بُردباری اور درگزر کرنا

دعوتِ دین کی راہ میں ہر طرح کی اذیتیں آپؐ کو پہنچائی گئیں۔ آپؐ پر اوجھڑی ڈالی گئی' آپؐ کو طرح طرح سے ستایا گیا' آپؐ لہولہان تک ہو گئے' مگر آپؐ نے مخالفین کو نہ تو کبھی بُرا بھلا کہا اور نہ ان کے حق میں بددعا کی۔ آپؐ نے ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی کے ذریعے دیا۔ طائف کا مشہور واقعہ ہے کہ آپؐ وہاں کے باشندوں کو دین کی دعوت دینے کے لئے ایک بار تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے نہ صرف آپؐ کی دعوت کی طرف سے کان بند کر لئے بلکہ آپؐ کو پریشان کیا اور ستانے کے لئے غنڈوں کی ٹولی آپؐ کے پیچھے لگا دی جو آپؐ پر فقرے چست کرتے اور پتھر مارتے جاتے تھے' یہاں تک کہ آپؐ لہولہان ہو گئے اور خون بہہ بہہ کر آپؐ کے جوتوں میں جمنے لگا۔ ایسے وقت میں ایک فرشتہ حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپؐ اجازت مرحمت فرمائیں تو وہ طائف کے دونوں جانب کے پہاڑوں کو ایک دوسرے سے ملا کر اہل طائف کو پیس کر رکھ دے' تاکہ انہیں ان کے کئے کا بدلہ مل جائے۔ لیکن محسنِ انسانیت ﷺ نے اسے یہ کہہ کر روک دیا کہ میں ان لوگوں سے مایوس نہیں ہوں' آج نہیں تو کل ان ہی لوگوں میں سے وہ لوگ اٹھیں گے جو دین کے علمبردار ہوں گے۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے اپنے خون کے پیاسے مشرکینِ مکہ کو جس طرح معاف کیا اور امان دی' کیا دنیا کی تاریخ اس جیسی کوئی دوسری مثال پیش کر سکتی ہے؟

شفقت ورحمت

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اسے دیر تک ادا کروں، اتنے میں مَیں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ اس کی ماں پر بچہ کے رونے سے کس قدر سخت رنج واقع ہوتا ہے''۔

ایک دفعہ قبیلہ غامد کی ایک عورت آئی اور اظہار کیا کہ میں نے بدکاری کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''واپس جاؤ''۔ دوسرے دن پھر آئی اور بولی کہ کیا آپؐ مجھ کو ماعز کی طرح چھوڑ دینا چاہتے ہیں؟ خدا کی قسم مجھ کو حمل رہ گیا ہے۔ پھر فرمایا: ''واپس جاؤ''۔ وہ چلی گئی۔ تیسرے دن پھر واپس آئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''بچہ کے پیدا ہونے تک انتظار کرو''۔ جب بچہ پیدا ہوا تو بچے کو گود میں لئے ہوئے آئی (کہ اب زنا کی سزا دینے میں کیا تامل ہے؟) آپؐ نے فرمایا: ''دودھ پینے کی مدت تک انتظار کرو، جب دودھ چھوٹ جائے تب آنا''۔ جب رضاعت کا زمانہ گزر گیا تو پھر حاضر ہوئی۔ اب آپؐ نے مجبور ہو کر اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اس پر پتھر برسانے شروع کئے۔ ایک صاحب کا پتھر اس کے چہرہ پر لگا اور خون کی چھینٹیں اڑ کر ان کے چہرے پر آئیں تو انہوں نے اس کو بُرا بھلا کہا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''زبان روکو! خدا کی قسم! اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ جبراً محصول لینے والا بھی اگر یہ توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا''۔ (ابوداؤد)

شرم وحیا

حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ کنواری لڑکی اپنے پردہ میں بھی اتنی شرمیلی اور حیادار نہیں ہوتی جتنا کہ جناب رسول ﷺ باحیا اور شرمیلے تھے۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ جب آپؐ کو کوئی چیز ناپسند ہوتی تو اس کا اثر چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوتا۔

تواضع وانکسار

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے دن) مکہ میں داخل ہوئے تو تمام لوگ آپؐ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ آپؐ نے اپنا سر خشوع کی وجہ سے کجاوہ پر رکھ لیا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور اس پر کپکپی چڑھ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے اوپر نرمی کر! (یعنی ڈر مت!) میں بادشاہ نہیں ہوں، میں قریش کی ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھتے اور زمین پر کھاتے، اور خود بکری کا دودھ نکالتے، غلاموں کی دعوت کو جَو کی روٹی پر قبول کر لیتے۔

ایک بار ایک شخص نے ان الفاظ سے آپؐ کو خطاب کیا ''اے ہمارے آقا، اور ہمارے آقا کے فرزند، اور ہم میں سب سے بہتر کے فرزند''۔ آپؐ نے فرمایا: ''لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو، شیطان تمہیں گرا نہ دے، میں عبداللہ کا بیٹا محمدؐ ہوں، خدا کا بندہ اور اس کا رسول۔ مجھ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا ہے میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ دو''۔ (مسند احمد بن حنبل)

ایثار

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور اپنے افلاس و تنگ دستی کی شکایت کر کے عرض کی کہ اس مرتبہ غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک دو ہم کو مل جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے''۔ (ابوداؤد)

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی امر کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دُوں اور اہل صفہ کو اِس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ لئے پھریں''۔ (مسند احمد)

ایک دفعہ ایک غفاری آ کر مہمان ہوا' رات کو کھانے کے لئے صرف بکری کا دودھ تھا' وہ آپؐ نے اس کی نذر کر دیا۔ یہ تمام رات خانۂ نبویؐ میں فاقہ سے گزری' حالانکہ اس سے پہلی شب میں بھی یہاں فاقہ ہی تھا۔ (مسند احمد)

کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آ جاتے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا وہ ان کی نذر ہو جاتا اور تمام اہل وعیال فاقہ کرتے۔ (مسند احمد بن حنبل)

عدل وانصاف

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتح مکّہ کے موقع پر چوری کی' اس عورت کی قوم گھبرائی ہوئی حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچی اور ان سے سفارش کی درخواست کی۔ حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت کے بارے میں حضرت اسامہؓ نے گفتگو کی تو آپؐ کے چہرۂ مبارک کا رنگ (مارے غصے کے) بدل گیا اور آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم مجھ سے اللہ کی قائم کردہ حدود میں سے ایک حد کے بارے میں (رعایت کی) گفتگو کرتے ہو؟'' حضرت اسامہؓ نے عرض کیا: میرے لئے یارسول اللہ مغفرت طلب کیجئے! جب شام کا وقت ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے اللہ کی ثنا کی جس کا اللہ پاک مستحق ہے' اس کے بعد فرمایا:

> ''اما بعد! پہلے لوگ بے شک اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ ان کا حال یہ تھا کہ جب اُن میں سے کوئی بڑا چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے' اور جب ان میں سے کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کریں گی تو اُن کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا''۔

زہد وقناعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر آرام فرما تھے جس کے نشانات آپؐ

کے پہلو پر نمایاں تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپؐ کوئی اور بستر لے لیتے جو اِس سے زیادہ نرم ہوتا تو اچھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا واسطہ! میری اور دنیا کی مثال اس سوار جیسی ہے جو سخت گرمی کے موسم میں چلا اور تھوڑی دیر کے لئے کسی درخت کے نیچے سایہ پکڑا' اس کے بعد پھر چل دیا اور اس درخت کو چھوڑ گیا''۔

حضرت ابوطلحہ ﷜ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

ایک دفعہ صحابہ ﷡ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھائے کہ پتھر بندھے تھے۔ آپؐ نے شکم کھولا تو ایک کے بجائے دو دو پتھر تھے۔ (صحیح مسلم)

حضور ﷺ فرمایا کرتے کہ گھر میں ایک بستر اپنے لئے' ایک بیوی کے لئے اور ایک مہمان کے لئے کافی ہے' چوتھا شیطان کا حصہ ہے۔ (ابوداؤد)

ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو فرمایا: ''تم کو یہ ناگوار نہ ہوگا جب لوگ کہیں گے کہ پیغمبر کی لڑکی کے گلے میں آگ کا ہار ہے؟'' (نسائی)

مزاح اور خوش طبعی

ایک بڑھیا خدمت اقدس میں آئی کہ حضور ﷺ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھ کو بہشت نصیب ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ''بوڑھیاں بہشت میں نہ جائیں گی''۔ اس کو بہت صدمہ ہوا اور روتی ہوئی واپس چلی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ''بوڑھیاں جنت میں جائیں گی لیکن جوان ہو کر جائیں گی''۔ (ترمذی)

حضرت اَنس ﷛ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے دُو کان والے!'' اس میں یہ نکتہ بھی تھا کہ حضرت انسؓ نہایت اطاعت شعار تھے اور ہر وقت آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔

ایک شخص نے خدمتِ اقدسؐ میں عرض کی کہ مجھ کو کوئی سواری عنایت ہو۔ ارشاد

ہوا کہ ''میں تم کو اونٹنی کا بچہ دوں گا''۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا! آپؐ نے فرمایا: ''کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو؟''

صبر و شکر

حضرت اَنس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (آپؐ کے صاحبزادے) ابراہیمؑ کو دیکھا' یہ اپنا دم حضور ﷺ کے سامنے توڑ رہے تھے۔ حضور ﷺ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اور آپؐ نے فرمایا: ''آنکھ اشک ریز ہے' دل غمگین ہے' لیکن ہم وہی کہیں گے جو ہمارے ربّ کی مرضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم تمہارے فراق میں بہت غمگین ہیں''۔

حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ اسی طرح کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی' اس کے بعد آپؐ نے ایسا طویل سجدہ کیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ اس سجدہ میں شاید آپؐ کی وفات ہوگئی۔ حضرت معاذ کہتے ہیں (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کس لئے یہ طویل سجدہ کیا؟'' میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے اسی طرح مجھ سے تین چار مرتبہ پوچھا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: ''جو کچھ میرے ربّ نے میرے لئے مقدر کیا تھا' میں نے نماز پڑھی .... اور میرے ربّ نے مجھ سے نماز میں فرمایا کہ تیری اُمت کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا: اے ربّ! تو زیادہ جانتا ہے۔ اللہ پاک نے تین مرتبہ یا چار مرتبہ کہا کہ تیری اُمت کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا: اے ربّ! تو زیادہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں تجھے تیری اُمت کے بارے میں مبتلائے رنج نہ کروں گا'' اس وجہ سے میں نے اپنے ربّ کو سجدہ کیا اور میرا ربّ اسی لائق ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے' وہ شکر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

عبادت

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اتنی عبادت کیا

کرتے تھے کہ آپؐ کے پائے مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ اللہ پاک نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ آپ کے لئے معاف نہیں کر دیئے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

شجاعت

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جب خوف یا جنگ سخت ہوتی تھی تو ہم حضور ﷺ کی اوٹ تلاش کیا کرتے تھے۔

پرہیز گاری

حضرت عمرو بن شعیب ؓ کی روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے رات کے وقت اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اور اسے کھالیا تو آپؐ اس رات نہیں سوئے۔ آپؐ کی بعض ازواجِ مطہرات نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آج تو ساری رات آپ بیدار رہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''میں نے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اور اسے کھالیا' اور ہمارے پاس صدقہ کی کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں تھیں' تو مجھے یہ ڈر ہوا ایسا نہ ہو کہ یہ انہی میں سے ہو''۔

توکّل

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ نجد کیا۔ جب آپؐ واپس ہوئے تو آپ کو قیلولہ کا وقت اسی وادی میں پیش آیا جس میں جھاڑ بہت زیادہ تھے۔ لوگوں نے مختلف جگہ درختوں کے نیچے قیام کیا۔ رسولِ اکرم ﷺ بھی ایک درخت کے سایہ میں تھے۔ آپؐ نے اپنی تلوار اُس درخت پر لٹکا دی۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ابھی ذرا دیر سوئے تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم سب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس نے میری تلوار سونت لی تھی اور میں سو رہا تھا' میری آنکھ کھلی تو تلوار اس کے ہاتھ میں سَتی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: آپؐ کو مجھ سے کون

بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ اس نے دوبارہ کہا: آپؐ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ' تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور یہ بیٹھ گیا''۔ اور حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی حالانکہ اس نے ایسا کیا تھا۔

قریش کے اس اعلان کے بعد کہ جو محمد (ﷺ) کو زندہ یا ان کا سر کاٹ کر لائے گا اس کو سو اونٹ ملیں گے' سراقہ بن جعشم نے آپ کا تعاقب کیا اور اس قدر قریب پہنچ گیا کہ وہ آپؐ کو پا سکتا تھا۔ حضرت ابوبکر بار بار گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے' مگر آپ ﷺ نے ایک دفعہ بھی مڑ کر نہیں دیکھا کہ سراقہ کس ارادہ سے آ رہا ہے۔ یہاں دل پر وہی سکینتِ ربّانی طاری تھی اور لب ہائے مبارک تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف تھے۔ (صحیح بخاری)

خوفِ آخرت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ پر تو بڑھاپا جلد ہی آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں (سورۃ الواقعہ' سورۃ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ اور سورۃ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ) نے بوڑھا کر دیا''۔ (اس لئے کہ ان سورتوں میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے۔)

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دو ثلث شب گزر چکتی آپ ﷺ بآوازِ بلند یہ الفاظ ادا فرماتے: ''لوگو! خدا کو یاد کرو' زلزلہ آ رہا ہے' اس کے پیچھے آنے والا آ رہا ہے۔ موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی' موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی''۔ (ترمذی)

آپؐ فرمایا کرتے تھے: ''لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں' اگر تم جانتے ہوتے تو تم کو ہنسی کم اور رونا زیادہ آتا''۔ (صحیحین)

ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا: ''اے معشر قریش! اپنی خبر لو' میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے بنی عبدالمناف! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے صفیہ' رسولِ خدا کی

پھوپھی! میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہ! میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا''۔ (صحیحین)

رسول اکرم ﷺ کا ہنسنا اور مسکرانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ پورے طریقہ پر ہنسے ہوں کہ آپؐ کے حلق کا کوا نظر آ جائے۔ آپؐ تو مسکرایا کرتے تھے۔

حضرت حصین بن یزید کلبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ہنستا نہیں دیکھا' آپؐ تو مسکرایا کرتے تھے۔

کلام نبویؐ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ اس طرح بات کرتے تھے کہ اگر اسے گننے والا گننا چاہتا تو گن لیتا۔

حضرت ثمامہ بن انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب کلام کرتے تھے تو تین مرتبہ اعادہ کرتے' تا کہ آپؐ سے لوگ وہ بات سمجھ لیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

مسلمان کی زندگی کا مقصد اس دنیا میں یہ ہے کہ وہ خدا کا عبادت گزار بندہ بن کر رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ (الذّٰریٰت:۵۶)

''میں نے جن وانس کو پیدا کیا ہے صرف اپنی بندگی کے لئے۔''

بندگی کا مطلب اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت میں مکمل سپردگی ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ جس کام کا حکم دیں انہیں وہ کرے اور جس سے منع کریں اس سے رک جائے' بھلائیوں اور نیکیوں کو پھیلائے اور برائیوں کو مٹائے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

''(مؤمنو!) تم ان سب سے بہتر اُمت ہو جو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو۔ تم نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو''۔

یہی نہیں' بلکہ قرآن ہماری نجات کے لئے اس کو لازمی قرار دیتا ہے کہ ہمارے ہاں ایک ایسا انسٹیٹیوشن قائم ہونا چاہئے جو نیکی کا حکم دے اور بدی کو مٹائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ١٠٤)

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے' یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ زندگی بھر اس کام کو انجام دیتے رہے اور باقاعدہ ایک ایسا نظام قائم کر گئے جو آپؐ کے بعد اجتماعی طور پر اس کام کو انجام دیتا رہا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے ربّ کی جانب سے ایک وسیع شاہراہ پر ہو' جب تک کہ تم میں دو فتنے ظاہر نہ ہوں' ایک فتنہ جہالت کا اور دوسرا خوش عیشی کی محبت کا۔ تم معروف کا حکم دیتے رہو گے اور بری بات سے روکتے رہو گے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہو گے' مگر جب تم پر حبِّ دنیا غالب آ جائے گی تو نہ تم امر بالمعروف کرو گے اور نہ نہی عن المنکر' اور نہ اللہ کے راستہ میں جہاد۔ ایسے دنوں میں کتاب اور سنت کے بیان کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے پہلے مہاجرین وانصار (رضی اللہ عنہم) کے مانند ہوں گے''۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ قوم نہ بتاؤں جو نہ تو نبی ہیں اور نہ شہداء' لیکن بروز قیامت انبیاء اور شہداء' ان کے مراتب پر غبطہ کریں گے اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی طرف سے نور کے منبروں پر ہوں گے اور

غبطہ: کسی کی دولت پر اس کے زوال کی خواہش کئے بغیر رشک کرنا' برابری کی خواہش کرنا۔ (فیروز اللغات)

پہچانے جا رہے ہوں گے۔'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ: ''جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا دوست بنائیں گے اور اللہ کو اس کے بندوں کا دوست بنائیں گے اور زمین پر امر بالمعروف کرتے ہوئے چلیں گے''۔ (حضرت انسؓ فرماتے ہیں) میں نے کہا: یہ بات کہ اللہ پاک کو اللہ کے بندوں کا محبوب بنادیں (یہ تو ٹھیک ہے)' مگر یہ لوگ اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بنا دیتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو اُن باتوں کا حکم دیتے ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کرتے ہیں جن کو اللہ ناپسند کرتا ہے' جب لوگ ان کا کہنا مان لیتے ہیں تو ان کو اللہ عزوجل دوست بنالیتا ہے''۔

حکومت اور سیاست

اسلام میں دین اور سیاست جدا نہیں۔ ہمارا دین پوری طرح اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک معاشرے کا سیاسی کنٹرول صالح عناصر کے ہاتھ میں نہیں آتا۔ تاریخ شاہد ہے کہ سیاست کو جب بھی دین سے علیحدہ کیا گیا' معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوا۔ اقبال کے الفاظ میں: ع

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی!

اور یہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ آج مسلم ممالک میں جہاں جہاں بھی دین کو سیاست سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے وہاں چنگیزی ہی چنگیزی نظر آتی ہے۔

جو لوگ دانستہ یا نادانستہ یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ دین کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں' مذہب ایک انفرادی معاملہ ہے جو خدا اور بندے کے تعلق تک محدود ہے' ایسے لوگوں کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ قرآن کریم اور احادیث نبویؐ کا مطالعہ کریں جن کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر ایسے معاشرے کا تقاضا کر رہا ہے جہاں اسلامی اقدار پھلیں پھولیں اور برائیاں نیست و نابود ہوں۔ کیا بغیر حکومت کے اختیارات کے ایسا ہونا ممکن ہے؟ پھر ہم ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں جن تعزیری قوانین کا بیان ہے کیا اللہ تعالیٰ کی ان سے غرض صرف یہ ہے کہ ان کی تلاوت کی جائے؟ اگر ایسا نہیں' بلکہ یہ

تعزیری قوانین اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ ان کا نفاذ ہو تو کیا قوانین کا نفاذ بغیر قوتِ نافذہ کے ممکن ہے؟ اور یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ قوتِ نافذہ حکومت ہی کے پاس ہوتی ہے۔ اگر اس قوت کو اشخاص کے پاس چھوڑ دیا جائے تو پھر معاشرے میں انارکی اور انتشار کا دَور دَورہ ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ کر صرف تبلیغی کام ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مدینہ کی پہلی اسلامی اسٹیٹ قائم کی' جہاں الٰہی قوانین کے مطابق سیاسی' اقتصادی' تعلیمی' معاشرتی' اخلاقی نظام قائم کیا۔ جنگیں لڑیں' معاہدے کئے' سفارتی وفود روانہ کئے' غرض کہ سب سے پہلے خود آپؐ کے ہاتھوں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء نے حکومت کی سربراہی کا فرض انجام دیا۔

پیارے رسول ﷺ کے سیاست و حکومت کے سلسلہ میں جو ارشادات ہیں' مناسب ہوگا کہ ان پر بھی ایک نظر ڈال لیں۔ دین و سیاست کے تعلق کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں' دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہوسکتا۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی ہے اور حکومت گویا اس کی نگہبان ہے۔ جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہبان نہ ہو وہ لوٹ لیا جاتا ہے''۔ (کنز العمال)

اطاعت کے حدود اور شرائط کے سلسلہ میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے' خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند' تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ اس صورت میں اسے نہ کچھ سننا چاہئے' نہ ماننا چاہئے''۔ (بخاری و مسلم)

''خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے''۔ (شرح السنۃ)

''سنو اور اطاعت کرو' چاہے تمہارے اوپر کوئی حبشی غلام ہی امیر بنا دیا جائے جس کا سر کشمش جیسا ہو''۔ (بخاری)

''تمہارے بدترین سردار وہ ہیں جو تمہارے لئے مبغوض ہوں اور تم ان کے لئے مبغوض ہو' تم اُن پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں''۔ صحابہ کرامؓ نے عرض

کیا: یارسول اللہ! جب یہ صورت ہو تو کیا ہم ان کے مقابلہ پر نہ اٹھیں؟ فرمایا: ''نہیں' جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔ نہیں' جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں''۔ (مسلم)

مسلمانوں کے اولی الامر کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''جب تمہارے امراء تمہارے بدترین لوگ ہوں' اور جب تمہارے دولت مند بخیل ہوں اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے''۔

''ہمارے نزدیک تم میں سب سے بڑا خائن وہ ہے جو خود اس (امارت) کا طالب ہے''۔ (ابوداؤد)

''بخدا! ہم کسی ایسے شخص کو اپنی حکومت کے کسی منصب پر مقرر نہیں کرتے جس نے اس کی درخواست کی ہو یا اس کا حریص ہو''۔ (متفق علیہ)

اسلامی قوانین کے مآخذ آپ ﷺ نے اس طرح بیان فرمائے:

''رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو اُن سے پوچھا: ''تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟'' انہوں نے عرض کیا: اس ہدایت کے مطابق جو اللہ کی کتاب میں ہے۔ فرمایا: ''اگر کتاب میں نہ ملے؟'' عرض کیا: پھر جو سنت رسول اللہؐ میں ہو۔ فرمایا: ''اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ ملے؟'' عرض کیا: میں اپنی رائے سے (حق وصواب تک پہنچنے کی) پوری کوشش کروں گا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''شکر ہے اللہ کا جس نے رسول اللہ کے فرستادہ شخص کو وہ طریقہ اختیار کرنے کی توفیق دی جو رسول اللہ کو پسند ہے''۔ (ترمذی' ابوداؤد)

(نوٹ: محترم قاضی عبدالقادر صاحب 'کا یہ مضمون ۳۷ سال پرانا ہے' جو ۱۹۶۷ء میں رسالہ ''عرفات'' میں شائع ہوا تھا۔)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات واحادیث درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔